سرِ شاخِ طوبیٰ تھا جس کا نشیمن

امیرِ شریعت وہ مردِ قلندر وہ شہبازِ اسلام وہ مردِ آہن
وہ باغِ نبوّت کا ایسا تھا بلبل سرِ شاخِ طوبیٰ تھا جس کا نشیمن
بہارِ فصاحت نگارِ بلاغت سفیرِ رسالت ضمیرِ شرافت
نثارِ نبوت مدارِ عزیمت، وہ مینارِ عظمت پہ تھا جلوہ افگن
وہ تنویرِ جذباتِ صدیقِ اکبرؓ، وہ تصویرِ اخلاقِ شبیرؓ و شبرؓ
وہ شمعِ رسالت پہ جل بجھنے والا وہ سینائے توحید پر جس کا مسکن
وہ شورِ سلاسل پہ زورِ خطابت، وہ جوشِ شجاعت پہ ہوش و فراست
وہ شوقِ شہادت پہ ذوقِ تلاوت وہ سوزِ محبت ہے دل مثلِ گلخن
وہ زندانِ افرنگ کے صحن میں لحنِ داؤدی سے گنگناتا جو قرآن
تو جھوم اٹھتے تھے عاشقانِ محمد لرز اٹھتے تھے دین و ایماں کے دشمن
شب و روز عشقِ محمد میں تڑپے، دلِ شیرِ نر اس کے سینے میں دھڑکے
دھاڑے تو ڈھے جائیں باطل کے قلعے جو بولے تو کھل جائیں گلشن کے گلشن
وہ قرآن کی لوریاں دے کے ملت کی بے چین گھڑیوں کو تسکین بخشے
سمندر کی بپھری ہوئی موج بن جائے ظالم لگائیں زباں پر جو قدغن
وہ تقریر کی موسلادھار سے دل کی بنجر زمینوں کو شاداب کرتا
مگر برقِ عشقِ نبوت سے دزدانِ ختمِ نبوت کے جل جاتے خرمن
سزاوار حضرتؒ مرے پاس ارادات کے گوہر کہاں نجم، پھر بھی کروں پیش
خراجِ عقیدت بالفاظِ شورش "جوشہ جی" کے عنوان سے ہے معنون
کہ اٹھے تو آندھی جو گرجے تو بادل جو کڑکے تو بجلی جو بولے تو ہے شیر
نگہ بھر کے دیکھے تو کانپ اٹھیں دشمن ذرا مسکرائے تو بن جائیں ساجن

عبدالستار نجم ابوالخیری (جھنگ)